بدھ 17- ستمبر 1997ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

CPL 61

قائم مقام ایڈیٹر
یوسف سہیل شوق

جلد 47-82 نمبر 204 | بدھ 14 جمادی الاول 1418ھ 17 تبوک 1376ھش 17 ستمبر 1997ء

تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔
تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں کوئی حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیر تمند نہیں اسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔

(ملفوظات جلد 19 صفحہ 12-13)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ معلم جس رنگ اور طاقت کا ہو۔ اس کا اثر اسی حیثیت سے حسب استعداد سننے والوں پر ہوتا ہے' بشرطیکہ استعداد میں قابلیت ہو۔ جو لوگ خدا تعالیٰ سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں اور خوف اور خشیت رکھتے ہیں۔ ان پر اثر زیادہ ہوتا ہے۔ اس کا نشان یہ ہے کہ روح تزکیہ نفس کے لئے دوڑتی ہے اور بے اختیار ہو ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف جاتی ہے۔ اگر نفس امارہ کے ساتھ تعلق زیادہ ہے اور اس کی حکومت کے نیچے ہے' تو طبیعت میں ایک اضطراب اور قلق سا پیدا ہوتا ہے۔ اس کی باتوں سے نفرت معلوم ہوتی ہے۔ وہاں بیٹھنے اور سننے کو جی نہیں چاہتا' بلکہ گھبراہٹ معلوم ہوتی ہے۔ جب انسان اس قسم کی بے چینی اور بے لذتی ایک حقانی واعظ کی باتوں سے اپنے دل میں پائے تو اس کو واجب ہے کہ وہ اپنی روح کی فکر کرے کہ وہ ہلاکت کے گڑھے پر پہنچی ہوئی ہے۔ خدا کی باتوں سے بے لطفی اور بے ذوقی۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں ہلاک کرنے والی چیز کیا ہوگی۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 268)

جس قدر انعام نازل ہوتے ہیں اسی قدر ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

کوئی نعمت کوئی فضیلت کوئی رحمت اور کوئی احسان خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں پر نازل نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھ ان کا کام اور ان کی ذمہ داری بھی نہیں بڑھ جاتی۔ خدا تعالیٰ کی نعمتیں اور احسان ہی ایک ایسی چیز ہیں کہ جو انسان کے کندھوں کو فرائض کے بوجھ سے خم کر دیتی ہیں۔ ایک دانا اور عقل مند انسان تو اس بوجھ کو سمجھتا ہے۔ لیکن ایک نادان کی نظر نعمت اور انعام کی طرف تو ہوتی ہے۔ مگر بوجھ کی طرف نہیں دیکھتا۔ ایک بڑے بزرگ کی نسبت لکھتے ہیں ان کو کسی جگہ کا قاضی مقرر کیا گیا۔ اسلام میں قاضی ایسے ہی ہوتے تھے جیسے آج کل جج ہوتے ہیں۔ اور یہ ایک بہت معزز عہدہ چلا آیا ہے۔ اور اب بھی معزز ہی ہے۔ ان کے قاضی مقرر ہونے پر ان کے دوست آشنا جمع ہوئے۔ کہ انہیں مبارکباد دیں۔ لیکن جب ان کے پاس آئے۔ تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ اور روتے روتے گھگی بندھی ہوئی ہے۔ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اور کہا ہم تو آپ کے پاس اس لئے آئے تھے۔ کہ آپ کو قاضی مقرر ہونے پر مبارکباد دیں۔ مگر آپ رو رہے ہیں۔ کیا کوئی ایسا سانحہ ہوا ہے جس کی تکلیف سے آپ رو رہے ہیں۔

اس بزرگ نے کہا۔ کیا قاضی مقرر کئے جانے سے بڑھ کر بھی کوئی ایسا واقعہ ہو سکتا ہے جس پر میں روؤں۔ انہوں نے کہا یہ تو خوشی کا مقام ہے نہ کہ رونے کا۔ بزرگ نے کہا۔ تمہیں کیا معلوم؟ یہی تو رونے کا مقام ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ مجھ پر ایک انعام ہوا ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ ساتھ ہی مجھ پر ایسی ذمہ داری بھی عائد کی گئی ہے۔ جس کو میں اٹھا نہیں سکتا۔ دیکھو میں عدالت میں جاؤں گا۔ لوگوں کے جھگڑے میرے پاس فیصلہ کے لئے آئیں گے۔ اور باوجود اس کے کہ جھگڑنے والے مجھ سے زیادہ جھگڑے کی حقیقت سے واقف ہوں گے مجھے اس کا فیصلہ کرنا پڑے گا۔ ایک شخص آکر کہے گا۔ فلاں نے میرا اتنا روپیہ دینا ہے۔ دلوایئے لیکن دوسرا کہے گا۔ مجھے اس کا کوئی روپیہ نہیں دینا۔ اب روپیہ لینے والا جانتا ہے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا جھوٹا۔ یعنی اس نے روپیہ لینا ہے یا نہیں لینا۔ مگر میرے سامنے آکر یہی کہتا ہے کہ لینا ہے۔ اسی طرح مدعا علیہ جانتا ہے کہ اس نے روپیہ دینا ہے یا نہیں دینا اور سچا ہے یا جھوٹا۔ لیکن میرے سامنے انکار ہی کرتا ہے۔ اب باوجود اس کے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں اصل معاملہ سے واقف ہیں۔ مدعی خوب جانتا ہے کہ اسے روپیہ لینا ہے یا نہیں۔ اسی طرح مدعا علیہ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اسے روپیہ دینا ہے یا نہیں۔ لیکن دونوں جھگڑتے ہیں اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ ان کا فیصلہ کرنے کے لئے مجھے مقرر کیا جاتا ہے۔ جسے

باقی صفحہ 7 پر

گناہوں کا حملہ سخت ہوتا ہے اور اصلاح مشکل نظر آتی ہے مگر گھبرانا نہیں چاہئے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

درخواست دعا

○ محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریر فرماتے ہیں۔
میرے خالہ زاد بھائی عزیزم خواجہ ظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ مطلع فرماتے ہیں کہ ان کے بہنوئی مکرم امتیاز احمد صاحب باجوہ ایک تشویشناک رسولی کے اپریشن کے لئے لندن بھجوائے گئے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے

○ مکرم عطاء الکریم شاہد صاحب لکھتے ہیں۔
میرے برادر اکبر مکرم عطاء الرحمان صاحب طاہر صدر حلقہ سوسائٹی کراچی بعارضہ قلب بیمار ہیں اور عنقریب انجوگرافی متوقع ہے۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے۔

نکاح

○ حضرت صوفی غلام محمد صاحب کے نواسے اور مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل المال الثانی ربوہ کے بھانجے مکرم عزیز اللہ چوہدری صاحب ابن مکرم عبید اللہ خان صاحب (آف بہاولپور) ساکن کیلگری کینیڈا کا نکاح عزیزہ سعدیہ چوہدری صاحبہ بنت مکرم ادریس احمد چوہدری صاحب ساکن جرمنی بعوض حق مہر مبلغ دس ہزار کینیڈین ڈالر کا اعلان مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ نے مورخہ 24- اگست 1997ء بعد عصر بیت المبارک ربوہ میں کیا۔ سعدیہ صاحبہ محترم منیر احمد صاحب فرخ اسلام آباد کی بھتیجی اور ڈاکٹر عبد الاحد صاحب (ریسرچ والے) کی پوتی ہیں اور مکرم ادریس چوہدری صاحب مکرم ناصر الدین صاحب (آڈیٹر تحریک جدید- وفات یافتہ) کے بھانجے ہیں۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عزیز مکرم ظفر احمد طاہر صاحب مقیم کیلگری کینیڈا کو مورخہ 10- ستمبر 1997ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت نومولود کا نام حاشر احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مبارک احمد طاہر صاحب مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ کا پوتا ہے اور مکرم شمس الدین خان صاحب ٹاؤن شپ لاہور کا نواسہ ہے۔ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک سیرت خادم دین بنائے اور صحت والی لمبی عمر سے نوازے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت.
2 روپے 50 پیسے

17 تبوک 1376 ھش 17 ستمبر 1997ء

ایک عادت - زندگی کا لازمی حصہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا انسانی زندگی کا ایک ایسا لازمہ ہے جس کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا بھی ہے۔ عارضی طور پر ان کو ابتلاء میں بھی ڈالتا ہے۔ دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ اب شاید اس ابتلاء سے بچ کر کہیں نہیں جاسکے گا۔ لیکن اللہ کے نیک بندوں اور خدا تعالیٰ کی پسندیدہ جماعتوں کو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے ابتلاء تباہ کرنے کے لئے نہیں آیا کرتے۔ یہ ہمیشہ ان کی ترقی کا ذریعہ بنتے ہیں اور روحانی مراتب اور دنیاوی حیثیت دونوں میں ترقی عطا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ابتلاؤں کے ادوار میں بھی گاہے گاہے خوشی و مسرت کی نعمتیں عطا کرتا ہے تاکہ ابتلاء کے دور سے گزرنے والا شخص یا جماعت اس ابتلاء سے ہمت نہ ہار بیٹھے اور اپنے ایمان و یقین میں مضبوط ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر اس کا ایمان پہلے سے بڑھ کر مضبوط اور قوی ہو جائے۔ اور وہ جان جائے کہ اگر ابتلاء کا دور ابھی جاری ہے تو جس طرح خدا تعالیٰ نے اسے یہ خوشخبری بھیجی ہے اسی طرح وہ اس کے ابتلاء کے دور کو ختم کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے اور اگر یہ ابتلاء ابھی ختم نہیں ہوا تو یہ اسی کی تقدیر ہے جو جاری ہے اور وہ اپنے بندوں اور اپنی جماعتوں کو تباہ کرنے کے لئے ابتلاء نہیں لایا کرتا۔ اس لئے اس ابتلاء کے دور میں سے بھی گزر کر اس کے لئے فتح و کامرانی اور ازلی مسرتوں کی نوید ضرور آئے گی۔

جماعت احمدیہ اس وقت ایک عالمی جماعت ہے۔ دنیا کے ڈیڑھ صد سے زائد ممالک میں احمدی آباد ہیں۔ کبھی ایک جگہ سے پریشانی کی خبر آتی ہے تو دوسرے ملک سے فتح و کامرانی کی نوید بھی آجاتی ہے۔ ایک ملک کے لوگ جو ابتلاء سے گزر رہے ہوتے ہیں وہ دوسرے ملک میں اللہ کی رحمتوں کے نزول کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ پاکستان میں اگر کوئی احمدی یا کوئی احمدی جماعت پریشان ہے تو افریقہ میں حاصل ہونے والی کامیابی اس کے چہرے پر چڑھتے ہوئے سورج کی تابانی لے آتی ہے۔ اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ پاکستان میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ضرور ہو گا۔

جیسا کہ ہم نے کل کی صحبت میں عرض کیا تھا اللہ کی رحمت اور اللہ کی طرف سے آنے والی فتوحات کے نزول کے بعد ہر احمدی کو شکر کے گہرے جذبات پیش کرنے چاہئیں۔ اپنے عمل کو اللہ تعالیٰ کے آگے شکر کے ساتھ جھکا دینا چاہئے۔ زبان سے شکر ادا کرنا یہ بھی ضروری ہے لیکن اپنے عمل کے ساتھ شکر کرنا یہ بھی لازمی۔ اللہ کا شکر کرنے سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں۔

"بعض لوگ شکر پر اعتراض کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو کسی کے شکر کی کیا احتیاج ہے؟

اول تو یہ اعتراض فضول ہے۔ کیونکہ شکر ایک طبعی اظہار ہے جو ہر احسان کے بعد شریف آدمی کا دل اپنی ممنونیت بتانے کے لئے کرتا ہے۔ اس کے پیدا ہونے میں ضرورت یا عدم ضرورت کا کوئی سوال ہی نہیں۔

دوسرے (-) شکر سے توحید کا عقیدہ مضبوط ہوتا ہے جس طرح ظاہر جسم کو ایک ہی قسم کا کام کرنے سے عادت پڑ جاتی ہے اسی طرح کل اور دماغ کو بھی متواتر ہونے والے اعمال کی عادت پڑ جاتی ہے۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر بجالاتے رہتے ہیں۔ ان کے دماغ اور دل پر ایک

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب کا مکتوب گرامی

پیارے مکرم آغا سیف اللہ صاحب

میں جانتا ہوں کہ آپ میری عدم موجودگی سے خاصے پریشان ہوں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں آپ سے بھی زیادہ پریشان ہوں۔ اپریشن ابھی تک نہیں ہوا۔ شاید دو تین روز میں ہو گا۔ بیماری مسلسل اسی طرح ہے اور کمزوری بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ نہ میں انہیں یہاں چھوڑ کر جا سکتا ہوں نہ انہیں ربوہ لا سکتا ہوں۔ کیونکہ میاں مبشر احمد صاحب نے کراچی میں ہی اپریشن کروانے کے لئے کہا ہوا ہے۔ جوں جوں اپریشن میں دیر ہو رہی ہے میری پریشانی بڑھ رہی ہے۔ میری بیوی آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہے کہ آپ نے اس کے لئے دعا کی۔ اور میں بھی آپ کا بہت ممنون ہوں۔ بس دعا کرتے رہیں کہ بیماری سے نجات ملے یرقان کے علاوہ جو خارش ہے وہ بہت پریشان کن ہے اور گزشتہ دو ماہ سے رات کو بالکل نیند نہیں آئی۔

اپریشن کے بعد امید ہے دو چار روز میں صحت بحال ہونے لگے گی تو میں آنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے اس بات سے بڑی تسلی ہے کہ آپ میری پریشانی کو خوب سمجھتے ہیں اور میرے لئے دعائیں بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عطا کرے۔

مکرم سہیل صاحب اور دیگر تمام دوستوں کو میری طرف سے سلام کہہ دیں اور دعا کی درخواست کر دیں۔ اسی طرح محترم سید عبدالحی شاہ صاحب کو بھی حالات بتا کر دعا کی درخواست کریں۔

والسلام
آپ کا بھائی
نسیم سیفی (8-9-97)

مستقل اثر باقی رہ جاتا ہے۔ اور ہر نعمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کے وہ عادی ہو جاتے ہیں۔ اور مشرکانہ خیال سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔"

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے اس ارشاد کی روشنی میں ایک اہم بات یہ سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر بجالانے کی عادت پیدا کرنی چاہئے۔ انسانی زندگی میں اختیار کی جانے والی عادتوں میں سے یہ ایک بہت ہی حسین اور پیاری عادت ہو گی۔ اگر اس کا اضافہ اپنی زندگی میں کر لیا جائے۔

فی الحقیقت اگر اللہ کی نعمتوں کو یاد رکھا جائے اور اللہ کی نعمتوں اور اس کی طرف سے حاصل ہونے والی فتوحات اور کامرانیوں کے مواقع پر شکر نعمت کی عادت پڑ جائے تو زندگی کا کوئی لمحہ اللہ کے شکر سے خالی نہیں رہ سکتا۔ ہر انسان زندگی کے ہر موڑ پر رک کر اگر چند لمحے غور کرے تو اللہ کے احسانوں اور رحمتوں اور فضلوں کا ایک طویل سلسلہ اس کو نظر آئے گا۔ اور اللہ کے اتنے شکر اس پر واجب ہو جائیں گے کہ وہ ان کو ادا کرنے کی طاقت بھی نہیں پائے گا۔ اس موقعہ پر خدا کا بندہ ایک بار پھر مولا ہی کی طرف جھکتا ہے اور بے اختیار ہو کر عرض کرتا ہے کہ مولا کریم! اپنے شکر کی طاقت اور ہمت اور توفیق بھی مجھے تو ہی عطا فرما۔ کیونکہ بندہ جان جاتا ہے کہ اللہ کے فضل اتنے زیادہ ہیں کہ اس کا حقیقی شکر اللہ کی توفیق کے بغیر ادا نہیں ہو سکتا۔ تب مولا کریم و رحیم و رحمان اپنی رحمت سے اس بندے کو شکر نعمت کے طریق سمجھاتا ہے۔ اور اس پر اپنی رحمتوں کی مزید بارش کرتا ہے۔

خدا کرے کہ ہم اللہ کی رحمتوں کا شکر ادا کرنے والے ہوں تاکہ افریقہ ہی نہیں دنیا کے ہر کونے سے اللہ کی رحمتوں کا نزول ہم پر ہو اور دنیا کے ہر ملک سے فتوحات اور کامرانیوں کی خبریں ہماری آنکھوں کو بھگوتی رہیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشکریہ ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ شمارہ نومبر- دسمبر 1985ء صفحہ 57 تا 62

تاریخ پاکستان کا ایک چونکا دینے والا باب

1981ء، 1982ء میں ملک بھر میں یہ بحث چل پڑی کہ محترم چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کا تحریک پاکستان میں کیا کردار ہے؟ اس بحث کا آغاز جناب عبدالولی خان کے ایک انٹرویو سے ہوا تھا اور اس کے بعد جواب در جواب سے معاملہ سلجھنے کی بجائے الجھتا گیا۔ حضرت چوہدری صاحب موصوف نے اس بحث میں اپنی پوزیشن واضح کرنے کے لئے ایک مضمون پاکستان ٹائمز لاہور کی 13 فروری 1982ء کی اشاعت میں لکھا۔ یہ صرف ایک مضمون نہیں بلکہ تاریخ پاکستان کا ایک چونکا دینے والا باب ہے۔ اس تاریخی دستاویز کا ترجمہ قارئین کی ضیافت طبع کے لئے پیش ہے۔ بیشتر ذیلی عنوان مترجم نے لگائے ہیں۔ (ادارہ)

ظفراللہ کا خط پاکستان ٹائمز کے ایڈیٹر نے اس مضمون کے ساتھ یہ نوٹ دیا۔

سر محمد ظفراللہ نے بڑی کاوش سے اس پس منظر اور حالات کا ذکر کیا ہے جن میں انہوں نے لارڈ لنلتھگو کو فروری 1940ء کے آخیر میں ایک نوٹ ارسال کیا تھا۔ مسٹر ولی خان نے ایک اردو رسالے کو انٹرویو دیتے ہوئے اپنے الزامات کی بنیاد اسی نوٹ پر رکھی ہے۔ انہوں نے بہت سے متنازعہ نکات اٹھائے ہیں۔ جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

لنلتھگو کے نام لکھے گئے نوٹ کے بارے میں چوہدری ظفراللہ خان وضاحت کرتے ہیں

حال ہی میں تصور پاکستان کے پس منظر کے بارے میں نمایاں دلچسپی کا مظاہرہ دیکھنے میں آیا ہے۔ اس ضمن میں پاکستان ٹائمز 23 جنوری اور 29 جنوری کے شماروں میں دو اہم مضامین شائع ہوئے ہیں۔ ان میں سے پہلے مضمون یعنی ایڈیٹوریل میں اور دوسرے مضمون میں بعض ایسی کہی گئی ہیں جو پوری طرح صحیح نہیں ہیں اور اس کے نتیجے میں غلط فہمیاں اور غلط توجیہات قائم کرنے دروازہ کھل سکتا ہے۔

کامیابی کا سہرا صرف قائداعظم کے سر ہے

میں زبانی اور تحریری طور پر مسلسل یہ بات کہتا رہا ہوں کہ جہاں تک انسانی کوششوں کا تعلق ہے پاکستان کا قیام فرد واحد یعنی قائداعظم محمد علی جناح مرحوم کی مخلصانہ کوششوں کا رہین منت ہے وہ اکیلے شخص تھے جنہوں نے دم توڑتی ہوئی آل انڈیا مسلم لیگ میں زندگی کی روح پھونکی اور اسے اپنی جاندار اور انقلاب انگیز قیادت میں ایک موثر اور متحرک سیاسی تنظیم میں بدل دیا۔ اس راہ میں حائل ناقابل عبور مشکلات پر قابو پاکر انہوں نے اپنا وہ مقصد حاصل کر لیا جسے آپ نے خود ہی اپنے لئے متعین کیا تھا۔ اگرچہ اس کام میں کئی اصحاب نے اخلاص اور فرمانبرداری سے آپ کا ہاتھ بٹایا، لیکن کامیابی کا سہرا صرف اور صرف جناب محمد علی جناح کے سر بندھتا ہے اس بارے میں کسی طرح سے کوئی ادنیٰ سا شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

تصور جہاں تک پاکستان کا تصور ابھرنے کا تعلق ہے اس کا جائزہ اس کے صحیح پس منظر میں لیا جانا ضروری ہے۔ لفظ "پاکستان" کی اپنی ایک تاریخ ہے جو کہ آجکل اچھی طرح سے ذہن میں نہیں رکھی جاتی جس کے نتیجے میں غلط خیالات جنم لیتے ہیں۔ یہ اصطلاح (پاکستان) چوہدری رحمت علی نے ایجاد کی۔ اس وقت وہ کیمبرج میں پڑھ رہے تھے اور اس کی جو عملی سکیم انہوں نے پیش کی اسے پاکستان کہا جاتا رہا اگرچہ اس سکیم کا پاکستان کے اس تصور سے بہت کم تعلق تھا جو مسلم لیگ کی 23 مارچ 1940ء والی قرارداد کے تحت قائم ہوا۔

چوہدری رحمت علی نے جس "پاکستان" کا تصور پیش کیا اس کا بنیادی نکتہ ہندو پاکستان میں بسنے والی مسلم اور غیر مسلم آبادی کا مکمل تبادلہ تھا۔ اس کے مطابق ہندو پاک میں بسنے والی تمام کی تمام مسلم آبادی کو برصغیر کے شمال مغربی علاقے میں منتقل ہونا تھا اور اس جگہ بسنے والی تمام کی تمام غیر مسلم آبادی کو برصغیر کے باقی بڑے حصے میں چلا جانا تھا۔ یہ ایک مکمل طور پر ناقابل عمل سکیم تھی۔ جس پر اگر عمل کرنے کی کوشش کی جاتی تو متحدہ صوبہ اور شمال مغربی علاقے کے علاوہ مسلمان ریاستوں کی آبادی کو ناقابل بیان مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا۔ درحقیقت چوہدری رحمت علی صاحب کو اس صورت حال کا احساس ہو گیا تھا۔ اسی لئے انہوں نے "بنگستان" "عثمانستان" وغیرہ ناموں کے تحت "ستانوں" کا ایک مجموعہ تجویز کیا۔ اس سکیم کا پاکستان کی اصلی سکیم سے سوائے اس کے نام کے اور کوئی دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ اور وہ اصلی سکیم آخرکار قائداعظم کی قیادت میں ابھر کے سامنے آئی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ جب پاکستان بنا تو چوہدری رحمت علی نے بڑے سخت الفاظ میں اس کی مذمت کی اور قائداعظم کی ذات کے بارے میں بڑے گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔

یہاں پر میں ایک اہم بات عرض کرتا چلوں جو کہ اس ساری بات کو سمجھنے کے لئے بڑی ضروری ہے۔

قائداعظم اور میں مجھے یہ فخر اور اعزاز حاصل ہے کہ میں قائداعظم کے آخری اٹھارہ سالوں میں بڑی عاجزی کے ساتھ ان کے ساتھ وابستہ رہا۔ میں گول میز کانفرنسوں 1930ء، 1932ء کے دوران مسلم وفد کا ایک رکن رہا جن میں سے پہلی دو کانفرنسوں میں قائداعظم بطور ایک سینئر رکن کے ساتھ شامل رہے۔

گول میز کانفرنس میں شریک ہونے والے ہندوستان کے مسلمان نمائندے ہزہائی نس آغا خان کی سرکردگی میں ایک ٹیم کے طور پر کام کرتے رہے اور ان نمائندگان کی انفرادی کارکردگی اس پالیسی کے تابع ہوتی تھی جو مسلم وفد کی مشترکہ میٹنگز میں طے کی جاتی تھی۔ میں یہ کہنے کی جرات کروں گا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قائداعظم کے ساتھ میرا تعلق بے تکلفی میں بدلتا گیا اور میں ان کا اعتماد اور اعتبار حاصل کرتا چلا گیا۔ ہمارے تعلقات کا یہ پہلو میرے گورنر جنرل ہند کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن ہونے کے عرصے (1935ء، 1941ء) کے دوران گہرا اور مضبوط ہوتا گیا اس وقت قائداعظم انڈین اسمبلی میں پہلے انڈی پنڈنٹ پارٹی کے اور بعد میں مسلم لیگ کے لیڈر رہے تھے۔ قائداعظم نے میرے ساتھ جس محبت اور پیار کا سلوک کیا اس کا اندازہ ان کے ان تبصروں سے لگ سکتا ہے جس کا اظہار انہوں نے میری کارکردگی کے بارے میں کیا۔ خصوصاً 1938ء میں جبکہ میں نے بطور وزیر تجارت نام نہاد اوٹاوہ ٹریڈ ایگریمنٹ کو ختم کرنے کے لئے برطانیہ سے مذاکرات کئے۔ قائداعظم نے معاہدہ کو پرانے معاہدے کی نسبت زیادہ اچھا۔ کہیں زیادہ بہتر قرار دیا اور مجھے اپنا سیاسی بیٹا Political Son قرار دیا۔

میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد سارے عرصے میں ہمارے تعلقات میں کوئی ایک بھی موقع ایسا نہیں آیا جبکہ ہمارے درمیان کسی بات پر اختلاف رائے پیدا ہوا ہو اور اس طرح میں ان کے مکمل اور بھرپور اعتماد کا حامل رہا۔ یقینی طور پر یہاں ان کے اس طرز عمل کا ذکر بے محل نہ ہو گا جو انہوں نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے کیا حالانکہ میں خود ان کو اس کا اہل نہ سمجھتا تھا۔ جب 3 جون 1947ء کو تقسیم ملک کے منصوبہ کا حتمی طور پر اعلان ہوا تو میں نے جج فیڈرل کورٹ کے اپنے اس عہدے سے استعفیٰ دے دیا جو اب ہندوستان کی سپریم کورٹ بن رہا تھا اور جس کا میں سب سے سینیئر جج تھا اور وہاں سے فارغ ہو کر والئی بھوپال ہزہائی نس نواب حمیداللہ خان کے پاس بطور آئینی مشیر چلا آیا۔ تین ہفتے سے بھی کم عرصے میں قائداعظم نے مجھے دہلی بلا بھیجا اور مجھے کہا کہ میں پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کروں جو عنقریب شروع ہونے والا تھا۔ لاہور میں قابل اور تجربہ کار مسلمان وکلاء کی کمی نہ تھی، لیکن قائداعظم نے یہ بھاری ذمہ داری اٹھانے کے لئے میرا انتخاب کیا اور مجھے بھوپال سے بلا لیا۔ قائداعظم نے میرے سپرد جو کام کیا اس کو میں نے جس طرح سے ادا کیا اس کے بارے میں وہ کتنے مطمئن تھے اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ دوسری بار انہوں نے پاکستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے مجھے کراچی بلایا اور ہدایت کی کہ میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستانی وفد کی قیادت کروں۔ اس وفد کے ایک رکن مسٹر حسن اصفہانی تھے جو اس وقت امریکہ میں پاکستان کے سفیر تھے۔ جنرل اسمبلی میں سیشن کے درمیان میں جب انہیں (مسٹر اصفہانی کو) اطلاع ملی کہ مجھے واجبات اور اثاثوں کے ٹریبونل میں پاکستان کی طرف سے پیش ہونے کے لئے ہندوستان جانا پڑے گا تو انہوں نے قائداعظم کو لکھا کہ اس سارے سیشن کے دوران نیویارک میں میری موجودگی انتہائی ضروری ہے۔ قائداعظم نے مسٹر اصفہانی کو جواب میں لکھا۔

جہاں تک ظفراللہ کا تعلق ہے ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ اپنا کام ادھورا چھوڑے اور جب تک اس کی ضرورت ہے اسے وہاں رہنا چاہئے اور میرا خیال ہے کہ اسے یہ بات پہلے سے بتا دی گئی ہے۔ لیکن ہمارے پاس قابل آدمیوں کی بڑی کمی ہے اور خصوصاً اس جیسی قابلیت کے لوگوں کی اور یہی وجہ ہے کہ جب بھی ہمیں یہاں مختلف مسائل حل کرنے ہوتے ہیں تو لامحالہ ہماری نظریں اسی کی طرف اٹھتی ہیں"

اقوام متحدہ سے میری واپسی پر قائداعظم نے مجھے ہدایت کی کہ میں بھوپال سے کراچی آجاؤں اور مجھے پاکستان کا وزیر خارجہ مقرر کیا گیا۔ مجھے فخر ہے کہ میں اس عہدے پر سات سال تک قائم رہا۔ قائداعظم کا یہ عزم تھا کہ سنیارٹی کے لحاظ سے مجھے وزیراعظم کے بعد پہلا مرتبہ دیا جائے۔

اقبال اور جناح پاکستان ٹائمز کے اداریے میں 23 جنوری کے شمارے کے صفحہ نمبر 5 کے کالم نمبر 1 میں یہ کہا گیا ہے کہ قائداعظم نے مسلم لیگ کے الہ آباد سیشن 1930ء میں علامہ اقبال کو صدر بنانے میں مدد کی۔ کیونکہ وہ اس بات کے لئے مضطرب تھے کہ گول میز کانفرنس 1931ء سے پہلے پہلے علامہ اقبال کو ایک مسلم لیگ کے قیام کے بارے میں اپنے خیالات پیش کرنے کا موقع مل سکے (اتفاق سے علامہ اقبال کے بعد مسلم لیگ کا صدر میں تھا) کیا میں اس نکتے کی طرف توجہ دلا سکتا ہوں کہ علامہ سر محمد اقبال دوسری اور تیسری گول میز کانفرنس 1931ء اور 1932ء میں بطور ایک رکن کے شامل تھے اور ان کانفرنسوں میں انہوں نے ایک مسلم ریاست کے قیام کے بارے میں کسی بھی مرحلے پر کسی بھی صورت میں ایک لفظ بھی نہیں کہا!! اس کے علاوہ قائداعظم پہلی اور دوسری گول میز کانفرنس 1930ء اور 1931ء میں بطور ایک رکن کے شریک تھے اور انہوں نے بھی براہ راست یا بالواسطہ کسی بھی طور پر ایک مسلم ریاست قائم کرنے کے بارے میں کوئی معمولی سا بھی اشارہ نہیں کیا۔

اس اداراتی نوٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ گول کانفرنس کے دوران ایک مسلم ریاست کے قیام کے نظریے کا ذکر ہوا اور میں نے اسے "بے بنیاد اور ناقابل عمل" قرار دیا۔ قائداعظم خود اس مسلم وفد کے ایک رکن تھے جو گول میز کانفرنس میں شریک تھا۔ اور انہوں نے چوہدری رحمت علی کے "پاکستان" کے بارے میں میرے خیالات سنے تھے اور اسی کی کوئی مخالفت نہیں کی۔

اس اداراتی نوٹ میں آگے چل کر یہ لکھا ہے کہ "چوہدری رحمت علی نے برصغیر کو ئی حصوں میں تقسیم کرنے کی ایک تجویز بھی پیش کی تھی" یہ بات پھر سے کسی قدر گمراہ کن ہے۔ چوہدری رحمت علی کی سکیم صرف وہی تھی جس کو اگرچہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عام طور پر "پاکستان" ہی کہا جاتا ہے اور انہوں نے اپنی یہی تجویز گول میز کانفرنس میں پیش کی تھی اور مسلم وفد کا متفقہ نقطہ نظر اس بارے میں میں نے بیان کیا تھا کہ یہ تجویز کامل طور پر ناقابل عمل ہے۔

اب میں اپنے اس نوٹ کی کچھ وضاحت کرتا ہوں جس کا ذکر لارڈ لنلتھگو کے 12 مارچ 1940ء کو لارڈ زٹلینڈ کے نام لکھے گئے خط میں آتا ہے۔ یہ نوٹ فروری 1940ء کے مہینے کے آخری نصف میں لکھا گیا۔ اور یہ بروقت لارڈ لنلتھگو کو پہنچا دیا گیا کیونکہ اس کو اس سرکاری تھیلے Official bag میں شامل کیا جانا مقصود تھا جو لارڈ لنلتھگو والے 12 مارچ کے نوٹ کے تھیلے سے پہلے جانا تھا۔ اس خط کے مطالعے اور میرے لکھے ہوئے نوٹ کے احتیاط کے ساتھ مطالعے سے یہ بات بغیر کسی شک وشبہ کے واضح ہو جاتی ہے کہ یہ نوٹ میں نے ذاتی طور پر پہل کر کے لکھا تھا اور اس کے تمام مندرجات کا میں اکیلا ذمہ دار تھا لارڈ لنلتھگو کا یہ نوٹ لکھوانے میں کوئی کردار نہیں تھا۔

رحمت علی کا نظریہ مسلم لیگ نے بھی مسترد کر دیا تھا

ادارتی نوٹ میں لکھا گیا ہے کہ اس نوٹ میں پاکستان کے نظریہ اور علیحدگی کی سکیم ان دونوں نظریات کو مسترد کرتے ہوئے ایک آل انڈیا فیڈریشن کے قیام کے نظریے کو آگے بڑھایا گیا تھا اور زیادہ بہتر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نوٹ اس "زونل سکیم" سے ملتا جلتا تھا جو کہ کیبنٹ مشن نے 1946ء میں پیش کی تھی یہ بات کئی پہلوؤں سے گمراہ کن ہے۔ اس "نظریہ پاکستان" سے کیا مراد ہے جس کو نوٹ میں مسترد کیا گیا ہے؟ اس نوٹ کی تاریخ تک لفظ "پاکستان" سے مراد جو سکیم تھی وہ وہی تھی جو چوہدری رحمت علی نے پیش کی تھی جس کی بنیاد آبادی کے بہت بڑے پیمانے پر منتقلی پر تھی۔ اس نوٹ میں یقیناً اس مخصوص سکیم کو مسترد کیا گیا تھا۔ اسی طرح سے جس طرح سے 23 مارچ 1940ء کی مسلم لیگ کی قرارداد نے بھی اسے مسترد کیا تھا علیحدگی کی جس سکیم کا نوٹ میں ذکر ہے، یقینی طور پر اسے میں نے مسترد نہیں کیا تھا۔ جیسا کہ ابھی واضح ہو جائے گا میں نے اسے آئینی مسائل کا واحد تسلی بخش اور قابل قبول حل قرار دیا تھا۔

جہاں تک علیحدگی کی سکیم کا تعلق ہے، اس بات کا اقرار بادل ناخواستہ کیا گیا ہے کہ یہ اس زونل سکیم کے "مشابہ معلوم ہوتی ہے" جو 1946ء میں کیبنٹ مشن نے پیش کی تھی۔ اس ضمن میں یہ ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ کیبنٹ مشن کی سکیم قائداعظم کی ہدایت کے مطابق مسلم لیگ نے تسلیم کر لی تھی۔ ایڈیٹوریل نوٹ میں اس بات کا ذکر حذف کر کے سارے منظر پر پردہ ڈال دیا گیا ہے۔

ادارتی تبصرے میں پھر لکھا ہے کہ "پاکستان کا مطالبہ مسلم قومیت کے نظریے اور اس کے ایک آزاد اور خودمختار مملکت میں اپنے خود اختیاری کے حق کے حامل دو باہم مربوط نظریات پر مشتمل ہے" میں یہ کہنے کی جرات کروں گا کہ میرے نوٹ میں بنیادی طور پر اور پورے زور کے ساتھ بالکل انہی نظریات کو پیش کیا گیا تھا۔

دو قومیں مسلم قومیت کا تصور پاکستان ٹائمز کے 23 جنوری کے شمارے کے نوٹ میں بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس کا خلاصہ صفحہ نمبر 5 کالم نمبر 7 میں اس طرح دیا گیا ہے۔ "مختصر یہ کہ مسلمانوں نے ہندوستان میں ہمیشہ ایک ایسا مشترکہ کردار پیش کیا ہے جو ایک علیحدہ قوم کی تشکیل کرتا ہے اور بمشکل ان میں سے کوئی بات ایسی ہے جو ہندو سے ملتی ہو۔ چنانچہ جب مسلمان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ معمولی انداز میں ایک اقلیت نہیں ہیں بلکہ ایک علیحدہ قوم تشکیل دیتے ہیں، تو یہ کوئی زبانی جمع خرچ کی بات نہیں کر رہے، بلکہ ایک حقیقت کا اظہار کر رہے ہیں اور جتنی جلد اس حقیقت کو ہندو مسلم تنازعہ طے کرنے کی بنیاد کے طور پر تسلیم کر لیا جائے۔ اتنی جلدی یہ ممکن ہو سکے گا کہ ایک قابل قبول اور قابل عمل حل تک پہنچا جا سکے۔"

اس سے اگلے کالم میں یہ لکھا ہے۔ "ہندوستان ایک ملک نہیں ہے بلکہ کئی ملکوں کا ایک مجموعہ ہے اور ہندوستان کی آبادی کسی ایک قوم پر مشتمل نہیں ہے بلکہ کم از کم دو قوموں پر مشتمل ہے اور اس پریشان حال ملک میں امن قائم کرنے کا حقیقی حل ان حقائق کو تسلیم کر لینے میں مضمر ہے۔"

اس کے بعد میرے نوٹ میں لکھا ہے "حال ہی میں جس سکیم نے بڑی تعداد میں مسلمانوں کی حمایت حاصل کی ہے وہ، وہ سکیم ہے جسے ہم علیحدگی کی سکیم کہتے ہیں نہ کہ پاکستان کی سکیم، ان دو سکیموں میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ پاکستان کی سکیم کا ضروری حصہ آبادیوں کا تبادلہ ہے جبکہ علیحدگی کی سکیم میں ایسا کوئی ناممکن اور ناقابل عمل عنصر شامل نہیں۔ مختصر طور پر یہ کہ علیحدگی کی سکیم یہ ہے کہ ایک شمال مشرقی فیڈریشن بنائی جائے جس میں بنگال اور آسام کے موجودہ صوبے شامل ہوں اور ایک شمال مغربی فیڈریشن بنائی جائے جس میں پنجاب، سندھ، شمال مغربی سرحدی صوبہ، بلوچستان اور سرحدی قبائلی علاقہ شامل ہو۔"

کسی جاہل ترین شخص کو بھی یہ واضح طور پر نظر آ جاتا ہے پاکستان سکیم جس کا یہاں پر ذکر کیا گیا ہے وہ رحمت علی کی سکیم ہے جس کو اگرچہ ابھی تک "پاکستان" کا نام دیا جا رہا ہے۔

آیئے اب ہم مسلم لیگ کی 23 مارچ 1940ء کی قرارداد پر ایک نظر ڈالیں۔ اس قرارداد کے اہم ترین پیراگراف میں یہ کہا گیا ہے کہ کوئی آئینی منصوبہ اس وقت تک اس ملک میں قابل عمل نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کو قبول نہیں ہو سکتا جب تک اس کو اس اصول پر نہ مرتب کیا جائے کہ وہ علاقے جن میں مسلمان عددی طور پر اکثریت میں ہیں، جیسے کہ ہندوستان کی شمال مغربی اور شمال مشرقی زونوں میں، ان کو آزاد ریاستوں کی شکل میں اکٹھا کر دیا جائے۔

یہ بات نوٹ کی جائے کہ اس پیراگراف میں یا درحقیقت قرارداد کے باقی تمام پیراگرافوں میں کہیں بھی "پاکستان" کا لفظ استعمال نہیں ہوا اور جو حصہ اوپر درج کیا گیا ہے وہ بالکل وہی سکیم پیش کرتا ہے جس کا خاکہ میرے نوٹ میں علیحدگی کی سکیم کے تحت کھینچا گیا ہے۔ اس سکیم کو سرکاری طور پر مسلم لیگ نے "پاکستان" کا نام اپنے 9۔ اپریل 1946ء کے کنونشن میں دیا جس کو "قرارداد دہلی" کہا جاتا ہے جس میں قطعی طور پر یہ طے کیا گیا کہ زون جس میں ہندوستان کے شمال مشرق میں بنگال اور آسام اور شمال مغرب میں پنجاب شمال مغربی سرحدی صوبہ سندھ اور بلوچستان جن کا نام "پاکستان" زون ہے جہاں مسلمان واضح اکثریت میں ہیں ان علاقوں کو ایک آزاد اور خودمختار ریاست کی شکل دی جائے اور اس بات کی قطعی ضمانت دی جائے کہ پاکستان کے قیام پر بغیر کسی تاخیر کے عمل کیا جائے گا۔"

یہاں پر دو زونوں کا تعین بالکل اسی طرح سے کیا گیا ہے جس طرح میرے نوٹ میں بیان کیا گیا ہے سوائے اس کے کہ کسی وجہ سے سرحدی قبائلی علاقے شمال مغربی زون میں شامل کرنے سے رہ گئے ہیں۔

ادارتی تبصرے کا یہ کہنا کہ میں نے اپنی علیحدگی کی سکیم کے ساتھ ہی چوہدری رحمت علی کی آبادی کے مکمل تبادلہ کی مکمل طور پر ناقابل عمل سکیم کو بھی مسترد کر دیا، یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ اس ادارتی تبصرے میں میرے تمام نوٹ کو احتیاط سے نہیں پڑھا گیا۔ 23۔ جنوری کے پاکستان ٹائمز کے صفحہ نمبر 6 کالم نمبر 1 میں درج میرے نوٹ میں لکھا ہے کہ "ہم ہندوستان میں موجود اپنی ساتھی قوموں سے اور حکومت برطانیہ سے پورے زور کے ساتھ اپیل کرتے ہیں کہ وہ سارے مسئلے کا ان بنیادوں پر ہمدردی سے جائزہ لیں اور باہمی اتفاق رائے سے ایسی سکیم وضع کریں جس کے ذریعے سے ان ضروری باتوں کا تحفظ ہو سکے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ ہمیں اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہندوستان کی مسلم رائے عامہ اس تجویز پر صاد کرے گی اور امید ہے کہ اس ذریعے سے اس انتہائی مشکل سوال کا واحد تسلی بخش جواب سامنے آ جائے گا۔" یہ پیراگراف اس طرح ختم ہوتا ہے "ہمیں امید ہے کہ صاحب فراست طرز سیاست کے حامل افراد حالات کے حقائق کو تسلیم کریں گے اور ان بنیادوں پر ہندوستان کے مستقبل کی تعمیر کرنے کی کوشش کریں گے اور ریت کے جھوٹے محل بنا کر اس کو مضبوط سمجھنے کی غلطی نہیں کریں گے۔

اس سے اگلے پیراگراف کے آخر میں یہ لکھا گیا ہے کہ میرے خیال میں مسلمانوں کا ایسی کسی سکیم پر راضی ہونا انتہائی ناممکن ہے جس میں شمال مشرقی اور شمال مغربی زونوں پر مشتمل فیڈریشن کا قیام شامل نہ ہو۔

یہ صحیح ہے کہ شمال مشرقی اور شمال مغربی زونوں پر مشتمل فیڈریشن کے قیام کی تجویز کو پورے زور اور قوت سے پیش کرنے اور اس تجویز کو مسلمانوں کے لئے واحد قابل قبول حل قرار دینے کے بعد نوٹ میں آگے چل کر ایک کمزور اور غیر تسلی بخش متبادل تجویز کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ تجویز آل انڈیا فیڈریشن کے قیام کی تھی اس میں ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ 1935ء کے ایکٹ میں جو فیڈرل سکیم موجود ہے اس میں جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے قبل اس کے کہ اس تجویز پر بات چیت کی بھی کوئی بنیاد ڈھونڈی جائے۔ نمایاں انقلابی تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔ اس حقیقت کو تسلیم کئے اور قبول کئے بغیر یہ بات بالکل بیکار ہو گی کہ اس سکیم پر کوئی بات بھی کی جائے یا اس میں کوئی ترامیم تجویز کرنی شروع کر دی جائیں۔"

اس کے بعد نوٹ میں بڑی باریکی اور تفصیل کے ساتھ 1935ء کے ایکٹ میں موجود فیڈرل دفعات اور ان کے اثرات کا جائزہ لیا گیا اور ان خطرات و خدشات کا ذکر کیا گیا جو مسلمانوں کو ایسی صورت میں پیش آ سکتے تھے اگر 1935ء کے ایکٹ کی بنیاد پر ان کے لئے کوئی آئین بن جاتا۔ پھر وسیع پیمانے پر تحفظات تجویز کئے گئے گو ان کو بھی حقیقی اور موثر ضمانت کی بجائے محض تسلی دلانے والے اقدامات قرار دیا گیا۔ تاہم اس کی وضاحت کے لئے یہ ضروری نہیں معلوم ہوتا کہ ان باتوں کا کوئی ذکر کیا جائے یا ان کا تجزیہ کیا جائے۔

جیسا کہ لارڈ لنلتھگو کے 12 مارچ 1940ء کے خط بنام وزیر ہند میں واضح طور پر لکھا ہے، میرے نوٹ کی ایک کاپی پہلے ہی قائداعظم کو بھیج دی گئی تھی۔

29 جنوری کے پاکستان ٹائمز کے صفحہ نمبر 7 کالم نمبر 2 میں زیر عنوان "مجھے وہی کچھ ظاہر کرو جو میں ہوں" لکھا ہے۔ "جبکہ مطالبہ پاکستان کی بنیاد مسلم قومیت اور ایک آزاد و خود مختار مسلم ریاست کے قیام کے لئے حق خود اختیاری کے تصور پر تھی۔ ظفراللہ ایک آل انڈیا فیڈریشن کے قیام کا نظریہ پیش کر رہے تھے۔ پاکستان کا مطالبہ دو ریاستوں کا قیام چاہتا تھا اور ظفراللہ ایک ہندوستانی ریاست اکھنڈ بھارت چاہتے تھے" اسی کالم میں یہ بھی لکھا ہے کہ پاکستان کا نظریہ برطانوی مفادات سے ٹکراتا تھا اور وہ اس کو بھاری اکثریت میں مقبول ہو جانے سے پہلے پہلے روکنا چاہتا تھے۔ چنانچہ یہ منصوبہ بنایا گیا کہ ظفراللہ کو مسلمانوں کے حامی کے طور پر استعمال کیا جائے، کیونکہ یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے وہ ایک خالص اسلامی ریاست کے قیام کے حامی نہیں ہو سکتے۔"

جیسا کہ میں نے واضح کیا ہے۔ میں پورے اعتماد سے قطعی طور پر کہتا ہوں کہ میرا نوٹ جس کا ذکر لارڈ لنلتھگو کے 12 مارچ 1940ء کے خط میں ہے اس حقیقت کو ظاہر کر رہا تھا کہ ہندوستان کے مسلمان ایک واضح طور پر علیحدہ قوم ہیں، اور یہ کہ ان کے لئے واحد تسلی بخش قابل قبول آئینی مسائل کا حل یہ ہے کہ شمال مشرقی اور شمال مغربی فیڈریشنیں قائم کی جائیں اور یہ قطعی طور پر وہی مطالبہ تھا جو کہ چند ہی دنوں کے بعد مسلم لیگ کی 23 مارچ 1940ء کی قرارداد میں پیش کیا گیا دو قومی نظریہ اور شمال مشرقی اور شمال مغربی فیڈریشنوں کے قیام کا نظریہ جس تفصیل اور جس وضاحت سے میرے نوٹ میں پیش کیا گیا یہ بات

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی بیگم- لاہور

میاں بیوی کا مقدس رشتہ

25- اگست 97ء کے الفضل میں ایک صاحب کی تحریر شائع ہوئی جس میں انہوں نے 9- اگست کے اداریہ نویس کو لکھا ہے کہ عورتوں کے رویے پر بھی تو مضمون لکھیں- حالانکہ اداریہ تو خود اہل فکر و نظر کو ایک سوال پیش کر کے جواب کی دعوت دے رہا ہے- لہذا امید ہے کہ ان چند سطور کو وہ صاحب اپنے سوال کا جواب جان کر قبول کریں گے کہ اداریہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم مل بیٹھ کر معاملات سلجھائیں کلام الہی میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عورتیں مردوں کا لباس ہیں اور مرد عورتوں کا لباس ہیں- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح لباس انسان کی کمزوریوں 'کو ڈھانپ دیتا ہے اسی طرح میاں بیوی بھی اپنے زوج کی خامیوں کمزوریوں کو دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھیں ورنہ اگر انہوں نے باہمی عام قسم کے اختلافات کو بھی کو ہر ایک کے سامنے بیان کیا تو پھر جتنے منہ اتنی باتیں ہوں گی اور یہ باتیں انتہائی نقصان دہ اور خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہیں-

لباس کا دوسرا کام موسمی تغیرات سے جسم انسانی کو محفوظ رکھنا اور حسن و خوبصورتی پیدا کرنا ہے- اسی طرح میاں بیوی جب اپنے اختلافات کو زیادہ ہوا نہیں دیں گے ہر ایک کے سامنے بیان بازی سے پرہیز کریں گے تو انسانی طبائع کی سردی گرمی سے محفوظ رہیں گے اور ان کی زندگی کا حسن قائم رہے گا-

یہ امر تو یقینی ہے کہ دو انسانوں میں اختلاف رائے بھی ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے بعض عادات و خصائل بھی ناپسند ہو سکتے ہیں اس صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے لازمی نظر آتا ہے کہ آپس میں مل بیٹھ کر ایک دوسرے پر اپنی پسند اور ناپسند کا اظہار کریں اور باہمی سمجھوتہ سے کام لیں تو یقینی امر ہے کہ خوش اسلوبی سے ہر چھوٹا بڑا معاملہ طے پا سکتا ہے- یہ تو کتاب الہی نے جو ہدایت میاں بیوی کو دی ہے مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے-

آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات میں آپ کی تربیت کا خوبصورت رنگ نظر آتا ہے مگر جب آپ کی سب سے کم عمر زوجہ محترمہ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو احساس ہوتا ہے کہ انسان کوئی بھی ہو اس کا شعور عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہے اور کم عمری میں عموماً کئی باتیں ایسی ہو جاتی ہیں کہ جو ناگوار بھی ہو سکتی ہیں اور خصوصاً شوہر کو تو اس کا احساس زیادہ ہی ہوتا ہے مگر نبی کریم ﷺ کی طرف سے ایسی کوئی بات ہمیں نہیں ملتی کہ آپؐ نے ان کی شکایت کی ہو البتہ نظر آیا تو یہ کہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ کی ایسی تربیت فرمائی کہ ان کو استاد کا درجہ عطا فرمایا اور لوگوں کو ہدایت کی کہ آدھا دین عائشہ سے سیکھو- تو نبی کریم کے اسوہ سے یہ چیز سامنے آئی کہ ایک مرد شوہر ہونے کے ناطے اپنی بیوی کی تربیت و اصلاح کا ذمہ دار ہوتا ہے- کیونکہ عورت خواہ کتنی بھی باشعور اور پڑھی لکھی ہو اس میں اس کی فطری معصومیت- سادگی اور پھر مرد پر اعتماد کا جذبہ ہوتا ہے- شائد اسی وجہ سے وہ بچاری ناقص العقل کا خطاب بھی لے بیٹھی ہے- اور ہو سکتا ہے کہ قدرت نے اس کی فطرت اس لئے ایسی بنائی ہو کہ مرد اس کو اپنی مرضی سے تربیت دیکھ اپنی ضرورتوں کے مطابق اس کو ڈھال کر بہترین ساتھی بنا سکے اور اس کا گھر جنت کا نمونہ بن جائے-

ہم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا عملی نمونہ تو الفضل میں پڑھ چکے ہیں اب ہم دیکھتے ہیں حضرت بانی سلسلہ نے اس سلسلہ میں جماعت کے مردوں اور عورتوں کو کیا تعلیم دی ہے حضرت صاحب نے اپنی جماعت میں داخل ہونے والوں کو جوان کی تربیت کے لئے اور صحیح احمدی بننے کے لئے ہدایات دی ہیں ان میں 14 ویں نمبر پر فرمایا ہے "ہر ایک مرد جو اپنی بیوی سے یا بیوی اپنے خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"

اس کے علاوہ حضرت بانی سلسلہ نے عورتوں کے لئے خاص طور پر "عورتوں کو کچھ نصیحت' کے زیر عنوان جو فرائض سمجھائے ہیں وہ اس طرح ہیں- تقویٰ اختیار کرو- دنیا اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ- قومی فخر مت کرو- کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو- خاوندوں سے وہ تقاضے مت کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں- کوشش کرو کہ تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو- خدا کے فرائض (عبادات) وغیرہ میں سستی مت کرو- اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو- بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے- سو تم اپنی ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ- خاوندوں کے مالوں کو بیجا طور پر خرچ نہ کرو- خیانت نہ کرو- چوری نہ کرو- گلہ نہ کرو- ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے- یہ ہدایات جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی جماعت کو دی ہیں ان کے بعد مزید کچھ لکھنے کی گنجائش کہاں باقی رہ جاتی ہے؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے کہ ہاں مزید لکھنے کی ضرورت ہے تو میں یہ کہوں گی کہ اگر اتنے عظیم الشان اسوہ اور ہدایات کو پڑھنے اور عمل کرنے کی ہم نے تکلیف گوارا نہیں کی تو مزید لکھنے لکھانے سے بھی کچھ نہیں ہو سکتا- لہذا کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم اپنے گریبان میں جھانکیں کہ کہیں ہم نے سادگیوں کو الوداع تو نہیں کہہ دیا اور فیشن ایبل بننے اور کہلانے کے لئے اس دوڑ میں تو شامل نہیں ہو گئے اور بھول گئے کہ ہمارا مسلک کیا ہے دولت کمانا- اچھا لباس پہننا- عمدہ رہائش کا اہتمام کرنا منع نہیں ہے- اچھا پہنیں اچھا کھائیں مگر حد اعتدال سے باہر نہ نکلیں ان چیزوں کو حرز جان نہ بنالیں کہ صحتیں بھی جواب دے دیں اور اعلیٰ اخلاق سے بھی دور چلے جائیں- اور ان حالات کی وجہ سے عادت مطالعہ- عادت غور فکر اور عزم عمل سے بیگانہ ہو بیٹھیں- اور پھر ہر لحظہ سوچ و بچار- بدگمانیاں- اور رنج و غم میں کھوئے رہیں اور اس طرح اپنے ان فرائض سے غافل ہو جائیں کہ جو خدا نے عائد کئے جن میں دین اور دنیا دونوں کی راحتیں مضمر ہیں- پس آج بھی ہمارے ذہنی سکون و آرام- ہمارے گھروں کی رونقیں اور ہر قسم کے سکھ اسی میں ہیں کہ ہم اوروں کی نقل نہ کریں بلکہ ایسے بن جائیں کہ اور لوگ ہماری نقل کرنے لگیں- خدا کرے کہ ایسا ہی ہونے لگے اور اس کی بدولت نہ مردوں کو شکوؤں کا موقعہ ملے اور نہ عورتوں کو اور اس خوشحالی کی بدولت علم بڑھانے علم پھیلانے اور دعوت الی اللہ کے کام تسلی سے کئے جا سکیں میاں بیوی کا رشتہ بہت مقدس رشتہ ہے اس کے تقدس کا تقاضہ ہے کہ اس کی حفاظت ہر طرح سے کی جائے-

---

یادرفتگان

مرزا مبارک بیگ

محترم مرزا معظم بیگ صاحب

میرے والد میرزا معظم بیگ صاحب ریٹائرمنٹ کے بعد کوئٹہ سے ربوہ تشریف لائے- اور انہوں نے اپنی خدمات بغیر کسی معاوضہ کے سلسلہ کو پیش کر دی تھیں- انہیں افسر دار الضیافت لگا دیا گیا- یہ موجودہ بلڈنگ میں نہیں آئے تھے- بلکہ پرانی بلڈنگ میں ہی کام کرتے رہے- اور وہاں شب و روز مہمانوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے- اور اس کام میں بہت خوشی محسوس کرتے تھے- لنگر خانے کو خصوصی کھانے بھی متعارف کرائے- ایک بار دودھ ملا کر نان پکوائے اور وہ نان حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کو بھجوائے- تو حضرت صاحب نے خاص طور پر پوچھا کہ یہ نان کہاں سے آئے ہیں- انہیں بتایا گیا کہ مرزا معظم بیگ صاحب نے اپنے لنگر خانے میں پکوائے ہیں- تو بہت تعریف کی-

اس خدمت سے فارغ ہونے کے بعد میرے پاس راولپنڈی آ گئے- ان دنوں میرے چھوٹے بھائی مرزا اسلم بیگ صاحب مشرق وسطیٰ میں ملازمت کر رہے تھے- انہوں نے انہیں اپنے پاس بلا لیا- تو یہ وہاں چلے گئے- ان کے ہمراہ میری والدہ محترمہ حمیدہ عارفہ صاحبہ اور چھوٹی بہن سلیمہ مبین صاحبہ بمعہ اپنی بیٹی عتیقہ کے کچھ عرصہ کے لئے وہاں گئیں- یہ سب پانچ چھ ماہ وہاں رہے- وہاں کچھ عرصہ مزید رہنے کے بعد واپس میرے پاس آ گئے- لیکن افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی- اور یہاں آنے کے بعد اکیسویں دن اپنے مولیٰ حقیقی کی خدمت میں حاضر ہو گئے-

مرزا معظم بیگ صاحب نے مرکز میں افسر دار الضیافت کے علاوہ مقامی جماعت میں کئی عہدوں پر کام کیا- کوئٹہ میں عرصہ تک سیکرٹری ضیافت رہے- امیر صاحب کی غیر حاضری میں قائم مقام امیر بھی مقرر ہوتے- زیادہ تر یعنی تقریباً پچیس چھبیس سال گلگت اور چلاس میں ملازمت کی- وہاں پر انہوں نے بہت ہی نیک نمونہ دکھایا- چلاس کے علاقے میں لوگوں کی جدی پشتی دشمنیاں چلتی ہیں- اس وقت ہر کسی نے بندوق کندھے پر رکھی ہوتی تھی- اور بہت قتل و غارت ہوتی تھی لوگ پکڑے جاتے تھے- تو مقدمہ جیتنے کے لئے ہزاروں روپے رشوت دیتے- چلاس میں انگریز اسسٹنٹ پولیٹیکل کو مجسٹریٹ کے اختیارات ملے ہوئے تھے والد صاحب اس کے دفتر میں ہیڈ کلرک لگے ہوئے تھے- اور مقدمات تیار کر کے یہی پیش کرتے تھے- لوگ ہزاروں روپے رشوت لے کر آتے تھے- لیکن والد صاحب بالکل رشوت نہیں لیتے تھے- اور رشوت کو اور رشوت دینے والے کو بہت برا سمجھتے تھے- اپنے چپڑاسی یا ماتحت لیوی کو حکم دیتے کہ اس آدمی کو شہر سے دو میل تک باہر نکال کر آؤ- وہاں کے لوگ اور ماتحت ساتھی ان کی بہت عزت کرتے تھے- یہ بہت ہی خوش پوش اور خوش مزاج تھے- بڑی پاک صاف زندگی گزاری- ہماری والدہ (وفات یافتہ) حمیدہ عارفہ صاحبہ بھی بہت ہی نیک خاتون تھیں- بہت ہی عبادت گزار اور دعا گو اور مہمان نواز تھیں- خاندان حضرت بانی سلسلہ سے بہت عقیدت رکھتی تھیں- کوئٹہ سے جب جلسہ سالانہ پر آتیں تو سب کے لئے علیحدہ علیحدہ تحائف لے کر آتیں- سال ہا سال کوئٹہ میں صدر لجنہ رہیں- ہم پانچ بھائی اور دو بہنیں تھیں- سب کو گھر پر ہی دونوں ماں باپ نے مل کر کلام الہی پڑھایا- اور دینی باتیں بتائیں- باجماعت عبادت پڑھنے اور پڑھانے کی کوشش کرتے کوئٹہ میں پانچوں وقت باجماعت عبادت کے لئے بیت میں جاتے- صبح جاتے جاتے سب بچوں کو بھی جگا جاتے- گلگت میں چند احمدی ملازمت کے سلسلہ میں گئے ہوئے تھے- اور ایک دوکاندار خواجہ غنی خواجہ غلام محمد بھی احمدی تھے- یہ دکاندار بیوی بچوں کے بغیر رہ رہے تھے- جمعہ والے دن یہ اپنی دکان ذرا سمیٹ لیتے تھے- اور جمعہ کی عبادت کے لئے ہم سب بھی وہاں چلے جاتے- اور دکان کا دروازہ بند کر کے جمعہ کی عبادت پڑھتے تھے- والد صاحب کی شدید خواہش تھی کہ گلگت میں اپنی ایک بیت ہو- چنانچہ بہت کوشش کے بعد وہاں جگہ حاصل کر کے ایک بیت اور اس کے ساتھ مربی کا کوارٹر بنوایا- جس میں زیادہ حصہ اور محنت والد صاحب نے ہی کی- یہ اب بھی موجود ہیں- اگر کوئی مربی جاتا ہے- تو وہاں ہی رہتا ہے- جب بیت نہیں تھی تو جمعرات کو باری باری ایک گھر میں اکٹھے ہوتے تھے- اس گھر والا چائے یا ہلکی دعوت کا اہتمام کرتا تھا- لیکن کھانے پینے سے پہلے ایک اجلاس ہوتا- جس میں حضرت بانی سلسلہ کی کتب کا درس دیا جاتا-

آخر میں اپنے والدین اور بڑی بہن امتہ القیوم صاحبہ اہلیہ پیر انوار الدین صاحب وفات یافتہ اور بھائی مرزا منور بیگ صاحب وفات یافتہ آف کوئٹہ کے لئے دعا کی درخواست ہے-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

بھارت میں علیحدگی پسندوں کی تحریکوں میں تیزی

بھارت میں علیحدگی پسند تحریکوں میں کچھ عرصے سے زیادہ ہی تیزی آگئی ہے۔ کشمیر کا معاملہ اگرچہ اور ہے لیکن اس میں بھی ہر روز بھارتی افواج کو نقصان پہنچانے کی کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں بھارتی فوجی ان کارروائیوں کو کرنے والوں کو تو نہیں پکڑ سکتی لیکن اس کا زور صرف سول اور بے قصور آبادی پر چلتا ہے جن کی ایسے واقعات کے بعد پکڑ دھکڑ اور ٹارچر سیلوں کے حوالے کرنا اس کا آئے روز کا معمول ہے۔ چند دن پہلے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجیوں سے بھری مسافر ٹرین بم دھماکے سے اڑادی گئی۔ جس سے درجنوں فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے۔ ٹرین کی سات بوگیاں الٹ گئیں اور ٹرین بری طرح تباہ ہو گئی۔ اس کی ذمہ داری حزب المجاہدین جموں و کشمیر نے قبول کرلی ہے۔

اس کے علاوہ منی پور کے علاقہ میں علیحدگی پسندوں نے آسام رائفلز کے 14 اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔ یہ فوجی بارودی سرنگ کے ایک دھماکے میں ہلاک ہوئے جبکہ یہ فوجی دارالحکومت امپھال کے نواحی علاقہ لیانگ میں گشت پر تھے۔ باغیوں نے اس کے بعد ایک اور واقعہ میں ایک شخص کو ہلاک اور تیرہ مکانات کو نذر آتش کر دیا۔

○○○

ایران میں لبرل ازم کا احیاء

ایران کے نئے انتخابات میں کامیاب ہونے والے صدر محمد خاتمی کو اپنے خیالات میں لبرل سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے جب اپنی کابینہ بنائی تو اس کی منظوری کے لئے پارلیمنٹ سے منظوری لی گئی اس مسئلے پر بحث و تمحیص دو دن جاری رہی لیکن آخر کار وہ اپنی تمام کابینہ برقرار رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔

سب سے زیادہ متنازعہ شخصیت عطاء اللہ مہاجرانی کی تھی جنہیں بہت اہم کلچرل افیئرز منسٹری کا سربراہ مقرر کیا گیا تھا۔ مہاجرانی ایک لبرل خیالات کے مالک انسان ہیں جن کے تعلقات دانش دروں سے بہت زیادہ ہیں۔ پارلیمنٹ میں بحث کے دوران ان پر الزام لگایا گیا کہ وہ امریکہ کے ساتھ تعلقات کے حامی ہیں اور ایران میں مغربی اثرات لانے کے خواہش مند۔ مہاجرانی نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت جو کچھ کلچر منسٹری میں ہو رہا ہے میں اس کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا۔ ہمیں آرٹسٹوں کی حفاظت کرنی چاہئے اور تخلیق کے لئے ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیں امن و امان سکون اور آزادی کی فضا پیدا کرنی چاہئے۔

ان کی تقریر ایرانی لکھنے والوں' میڈیا اور آرگنائزیشنوں کے لئے ایک نیک فال تھی۔ مہاجرانی جس وزارت کا چارج سنبھال رہے ہیں اس کا نام اسلامک گائیڈنس منسٹری ہے جو سماجی تعلقات' عورتوں کے لباس وغیرہ معاملات کے بارے میں تمام قسم کے ذرائع ابلاغ کو کنٹرول کرتی ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں لبرل بک سٹال جلانے والوں کی مذمت کی اور یونیورسٹی پروفیسروں کو ڈرانے دھمکانے کی بھی۔ اب ان سے ہر کوئی یہ بھی امید رکھتا ہے کہ وہ سیٹلائٹ ٹیلیوژن پر عائد پابندیاں بھی دور کر دیں گے۔ لیکن وہ کس حد تک ان تمام کاموں میں کامیاب ہوتے ہیں یہ وقت ہی بتائے گا۔

ایک اور جانے پہچانے لبرل عبداللہ نوری بھی ہیں جن کو وزارت داخلہ سونپی گئی ہے۔ کمال فرازی کی بطور وزیر خارجہ تقرری بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ کمال فرازی نے اپنے تعلیمی اور سفارتی کیریئر کا زیادہ حصہ امریکہ میں گزارا ہے۔ ایران کے تعلقات امریکہ کے علاوہ یورپی یونین ممالک سے بھی کچھ عرصہ سے خراب ہیں اور فرازی سے امید کی جانے لگی ہے کہ وہ ان کو بھی بہتری کی طرف لے آئیں گے۔

○○○

ہندوستان کے اچھوتوں کی بدلتی ہوئی حالت

بھارت میں نچلی ذات کے لوگوں کی تعداد پندرہ کروڑ سے زیادہ ہے لیکن انسانیت کا یہ حصہ ہندو ذات پات کے عقیدہ کی وجہ سے پانچ ہزار سال سے ہر قسم کے ظلم اور زیادتی کا مورد رہا ہے۔ لیکن اب ان کی تقدیر بدلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ بھارت میں اب ان لوگوں کو دالت کہا جاتا ہے۔ بھارت کے دستور کے خالق بھی ایک دالت ہی تھے جن کا نام ڈاکٹر امید کر تھا۔ اور آج کل بھارت کے صدر کے۔ آر۔ نارائن بھی اسی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔

کچھ ماہ پہلے بمبئی میں اونچی ذات کے ہندوؤں نے ایک رات ڈاکٹر امید کر کے مجسمے کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈال کر ان کی بے عزتی کرنے کوشش کی۔ لیکن صبح ہوتے ہی دالت لوگوں کا ایک جم غفیر اس بے عزتی کے خلاف مظاہرہ کرتا ہوا نکل آیا۔ لیکن پولیس نے اس ہجوم پر بغیر وارننگ کے گولی چلا دی اور 40 دالت لوگ موت کے منہ میں چلے گئے۔ لیکن جلد ہی یہ بستی ایک زیارت گاہ بن گئی۔ اور پچھلے ماہ ہندوستان کے وزیر اعظم آئی۔ کے گجرال بھی اپنا خراج عقیدت ادا کرنے کے لئے وہاں پہنچے

یو پی کے صوبہ میں دالتوں کی آبادی بیس فی صد سے زیادہ ہے وہاں اس وقت وزیر اعلیٰ ایک دالت خاتون ہیں جن کا نام مایادتی ہے۔ انہوں نے لکھنؤ میں ڈاکٹر امید کر کی ایک یادگار بنانے کا حکم دیا ہے۔ جس پر ایک ارب روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ انہوں نے ساڑھے پانچ ہزار دالت لوگوں کو زمینیں دی ہیں۔ اور گیارہ سو ایسے دیہات جن میں دالت برادری لوگوں کی آبادی زیادہ ہے ان کو ترقی کے لئے مختص کیا ہے۔ آج کے بھارت میں دالت برادری کے لوگ اچھے اچھے عہدوں پر فائز ہیں اور مجسمہ سازی سے لے کر نیورو سرجری تک کے فنوں میں کام کر رہے ہیں۔

○○○

سفید فام یہودیوں کا سیاہ فام یہودیوں سے سلوک

شروع شروع میں ہی جب اسرائیل معرض وجود میں آیا تو اس کی آبادی بہت کم تھی اور اسے ضرورت محسوس ہوئی کہ دوسرے ملکوں سے یہویوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ آکر اسرائیل میں آباد ہوں تاکہ ملک کو اچھی طرح سے چلایا جا سکے۔ اسی سلسلے میں یمن میں مقیم یہویوں کو بھی بذریعہ ایر لفٹ اسرائیل لایا گیا۔ اور ان کو یہاں آباد کیا گیا۔ لیکن ان دنوں میں ہی یہ بات دیکھنے میں آئی کہ ان یمنی یہودیوں کے نئے پیدا ہونے والے بچے ہسپتالوں میں ان کی ماؤں سے چھین لئے جاتے اور پھر ان سے کہا جاتا کہ وہ مر گئے ہیں لیکن درحقیقت ان بچوں کو سفید جلد والے امریکی اور یورپیئن یہودیوں کو متبنیٰ بنانے کے لئے دے دئے جاتے جو اولاد سے محروم ہوتے۔ اور یہ کام پچاس کے دہاکے میں ہسپتال کا بے رحم عملہ کرتا اور ان بچوں کو بیچ کر اپنے پیسے کھرے کر لیتا۔ ایسے بچوں کی تعداد ہزاروں تک بتائی جاتی ہے۔ یمن کے یہودیوں کا کہنا ہے کہ ان بچوں کے جنازے پڑھے جاتے اور قبریں بھی بنائی جاتیں لیکن یہ سب ایک مذاق ہوتا۔ یمن کے لوگ کے احتجاج پر تل ابیب قبرستان میں ایسے بچوں کی چار قبروں کی کھدائی کی گئی تو وہ بالکل خالی تھیں۔ اس پر یمنی یہودیوں کا احتجاج اور بھی بڑھ گیا اور مارچ 1994ء میں یمنی مظاہرین اور پولیس میں مقابلہ بھی ہوا جس میں پولیس کو گولی چلانی پڑی۔ مظاہرین کا مطالبہ تھا کہ ان کے بچوں کے ہسپتالوں سے چھینے جانے کی باقاعدہ انکوائری کروائی جائے۔ ان مظاہرین کا لیڈر ربی اوزی میش لدم ابھی تک جیل میں ہے۔ خالی قبروں کے بطور ثبوت ملنے کے علاوہ کچھ بچوں کے سلسلے میں غیر قانونی طور پر متبنیٰ بنانے کے ثبوت بھی مل چکے ہیں۔

اسرائیل میں سیاہ فام یہودیوں پر اس ظلم کے علاوہ معاشرتی طور پر بھی ان کو کمتر سمجھا جاتا ہے اور ان کی خدمات کا معاوضہ بھی انہیں سفید فام یہودیوں سے کم دیا جاتا ہے۔

○○○

بابری مسجد شہادت کیس کا فیصلہ

1992ء میں ہندو انتہا پسندوں نے بنارس (یو پی) اتر پردیش میں واقع بابری مسجد کو شہید کر دیا جس پر ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے اور ان فسادات میں کم از کم دو ہزار لوگ مارے گئے۔

اب ایک بھارتی عدالت نے جس میں ان انتہا پسندوں کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا اپنا فیصلہ سنا دیا ہے اور جن لوگوں پر فرد جرم عائد کی گئی ہے ان میں ہندو نیشنلسٹ بھارتیہ جنتا پارٹی کے (بی۔ جے۔ پی) کے صدر لال کرشن اڈوانی اور ہندو جارحیت پسند جنگ جو شوسینا پارٹی کے بال ٹھاکرے شامل ہیں ان کے علاوہ سنتالیس اور لوگوں پر بھی فرد جرم عائد کر دی گئی ہے۔

جو الزامات ان پر عائد کئے گئے ہیں ان میں دیگر کے علاوہ دو مذہبی جماعتوں کے درمیان نفرت پھیلانا' ایک عبادت گاہ کی بے حرمتی' اور دوسرے فرقہ کے لوگوں کی زندگی پر حملے کرنا شامل ہیں۔

1992ء میں ہزاروں ہندو انتہا پسندوں نے حملہ کر کے مسجد کو شہید کر دیا تھا اور اس کے بعد مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ لیکن بی۔ جے۔ پی کے ترجمان نے کہا ہے کہ یہ تمام لوگ بالکل معصوم ہیں اور ان کا الزامات سے کوئی تعلق نہیں۔ ترجمان نے کہا کہ ہجوم خود ہی جمع ہو گیا تھا اور اس ہجوم نے جذبات سے مغلوب ہو کر یہ کام کیا جس کے لئے وہ کسی طرح بھی ذمہ وار نہیں۔ حالانکہ جس وقت یہ مسجد شہید کی جا رہی تھی اس وقت دونوں ایڈوانی اور جوشی وہاں موجود تھے اس لئے وہ اپنے آپ کو اس سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے۔

○○○

الجزائر میں دہشت گردی

یوں تو الجزائر میں دہشت گردی 1992ء سے ہی چلی آرہی ہے جب اسلامک سالویشن فرنٹ (ایف۔ آئی۔ ایس) کی واضح کامیابی نظر آنے کے بعد حکومت نے فوج کی شہ پر انتخابات کو کالعدم قرار دے دیا تھا اور ایف۔ آئی۔ ایس۔ کے خلاف آپریشن شروع کیا۔ اس کا رد عمل تو بہرحال یقینی تھا جو کہ ہوا اور دونوں طرف سے ایک دوسرے پر حملے اور قتل و غارت روز کا معمول ہو گیا۔

لیکن اب کچھ عرصہ سے اس سلسلہ میں کچھ زیادہ ہی تیزی آچکی ہے۔ اور ہر روز ہی سو پچاس افراد کا گلا کاٹ کر قتل کر دیا جاتا ہے۔ ملکی حکومت اس کا بار اسلامک فرنٹ پر ڈال رہی ہے جبکہ اسلامک فرنٹ کا کہنا ہے کہ یہ حکومت ایسی ظالم ہے کہ بے شمار انسانوں کو موت کے گھاٹ صرف اس لئے اتار رہی ہے تاکہ اسلامک فرنٹ کو بدنام کیا جا سکے اور حکومت کو اپنا اقتدار بڑھانے کا جواز مل سکے۔

اس سلسلے میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بین الاقوامی برادری کی توجہ اس طرف مبذول کرا چکے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ اس کے متعلق کچھ نہ کچھ ضرور کیا جانا چاہئے۔

اب ڈنمارک میں اسلامی فرنٹ کے نمائندہ عبدالواحد بھو گنم نے وزیر اعظم ڈنمارک کو ایک خط لکھا ہے۔ جس میں ان سے درخواست کی گئی ہے کہ الجزائر میں ہونے والی انسانی حقوق کی تلفی کا معاملہ اقوام متحدہ میں اٹھایا جائے۔

انہوں نے اپنے خط میں وزیر اعظم ڈنمارک کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرائی ہے کہ الجزائر کی حکومت بین الاقوامی تنظیموں کو اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ حکومت اور اسلامی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرنٹ کے درمیان مذاکرات کا بندوبست کر کے اس قتل و غارت کو بند کرائیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ 1992ء سے لے کر اس وقت تک تقریباً ساٹھ ہزار افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

عبدالواحد نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ تازہ ترین دہشت گردی میں سوفی صد واقعات گنجان آباد اور غریبوں کی آبادیوں میں وقوع پذیر ہوئے ہیں جن کے لوگ اسلامی فرنٹ کے ہمدرد جانے جاتے ہیں۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ اگر اسلامی فرنٹ نے یہ واقعات کروائے ہیں تو کیا وہ خود ہی اپنے ووٹروں اور ہمدردوں کا قلع قمع کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ سیکورٹی فورسز ان سب واقعات کی ذمہ وار ہیں اور ہمارے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں جو کہ ڈنمارک کی پارلیمنٹ کو بوقت ضرور پیش کر دیئے جائیں گے۔

بہرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانیت پر ہونے والے ان مظالم کا کوئی نہ کوئی حل ڈھونڈنا بین الاقوامی برادری کی ذمہ داری ہے اور اگر اقوام متحدہ یا دیگر بین الاقوامی ادارے اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے یا نہیں کرنا چاہتے تو ان کا ہونا یا نہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔

○○○

فلسطین اتھارٹی کی طرف سے امن مذاکرات میں پیش رفت

اسرائیل نے فلسطین اتھارٹی کے ساتھ دوبارہ امن مذاکرات شروع کرنے کے لئے یہ شرط لگا رکھی تھی کہ یاسر عرفات حماس کے لیڈروں اور سرگرم کارکنوں کو گرفتار کریں اور سزائیں دیں۔ اس کے بغیر کسی قسم کے امن مذاکرات ممکن نہیں اب فلسطین اتھارٹی کی سیکورٹی فورسز نے 35 مشتبہ دہشت گردوں کو مغربی کنارے کے علاقے سے گرفتار کر لیا ہے۔ ایسا عمل انہوں نے تین خود کش بموں کے پھٹنے کے بعد پہلی بار کیا ہے۔ اور امریکی وزیر خارجہ مسز البرائٹ کے دورہ سے کچھ دیر پہلے انہوں نے اسرائیل کا وہ مطالبہ بھی پورا کر دیا ہے جو اسرائیل پہلے دن سے کر رہا تھا۔

ان گرفتاریوں کے بعد یاسر عرفات کا ایک پیغام اسرائیلی وزیر خارجہ کو پہنچا دیا گیا کہ فلسطینی اتھارٹی اپنے اس عہد پر قائم ہے کہ کسی قسم کی دہشت گردی چاہے وہ کسی طرف سے بھی کی جائے اسے ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔

○○○

بقیہ صفحہ 1

ان کے لین دین کے متعلق کچھ بھی واقفیت نہیں ہے۔ بتاؤ یہ رونے کا مقام ہے یا نہیں۔ یہ کہہ کر ان کی چیخیں نکل گئیں۔ اور رونے لگ گئے۔

یہ صرف ان قاضی صاحب ہی کی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہر کام اور ہر محکمہ کا انسان اگر دیکھے تو اسے معلوم ہو جائے۔ کہ جس قدر مجھ پر انعامات ہو رہے ہیں اسی قدر میری ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں اور مجھ پر بوجھ رکھا جا رہا ہے۔

(از خطبہ یکم جون 1917ء)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ عزیزہ رضیہ سلطانہ بنت محمد شاکر رند بلوچ صاحب دار العلوم جنوبی ربوہ عرصہ سے معدہ اور گردہ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم عنایت اللہ صاحب کارکن وقف جدید کے خسر مکرم میاں نور محمد صاحب بھٹی ساکن بھابڑہ ضلع سرگودھا مورخہ 10- ستمبر 1997ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں دار الضیافت میں جنازہ پڑھا گیا۔ موصوف موصی تھے۔ بڑے ملنسار اور جماعتی کاموں میں خاص دلچسپی لینے والے تھے بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

○ مکرم خالد پرویز گل صاحب ابن چوہدری مشتاق احمد گل صاحب آف چک نمبر ج-ب/287 پلاٹور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ مورخہ 26- اگست 1997ء کو صبح ساڑھے پانچ بجے بعارضہ دل قضائے الٰہی سے وفات پا گیا۔ اسی روز 6 بجے شام مکرم مربی ضلع نے جنازہ پڑھایا اور قبر تیار ہونے پر مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب اٹھوال صدر جماعت نے دعا کرائی۔ عزیز خالد پرویز مکرم منیر احمد گل صاحب کا بھتیجا ہے۔ احباب جماعت سے ان کی بلندی درجات اور سوگوار خاندان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان

○ وہ طلباء جنہوں نے امسال پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلہ حاصل کیا ہے وہ نظارت تعلیم کو اپنے اپنے شعبہ کا آخری اوپن میرٹ ارسال کریں تاکہ دوران سال معلومات حاصل کرنے والے طلبہ کی مناسب رنگ میں رہنمائی کی جا سکے۔ اس کے علاوہ بھی متعلقہ تعلیمی معلومات نظارت تعلیم۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ 35460 کو ارسال کریں۔

○ لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (LUMS) کے B.Sc. آنرز پروگرام میں داخلہ کے لئے درخواست دہندہ کا کم از کم انٹرمیڈیٹ ہونا لازمی ہے اس کے علاوہ A لیول اور امریکن ہائی سکول ڈپلومہ مکمل کرنے والے طلبہ بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ داخلہ کا دارومدار تعلیمی ریکارڈ SAT ٹیسٹ میں کارکردگی پر ہو گا۔ LUMS اپنا داخلہ ٹیسٹ و انٹرویو نہیں لے گا۔ داخلہ کے لئے SAT کے مندرجہ ذیل ٹیسٹ دینے لازمی ہونگے۔

(۱) SAT-I (۲) SAT-II (میتھ لیول ا' میتھ لیول IIC' Writing)

SAT کا بلیٹن و فارم مختلف شہروں میں واقع امریکن سنٹرز سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ LUMS کے لئے پراسپکٹس وغیرہ اکتوبر کے آخر میں ملنا شروع ہونگے۔

○ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن برائے خواتین لاہور نے ایم ایڈ میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ فارم وغیرہ 25- ستمبر تک دفتر سے یا بذریعہ منی آرڈر 48 روپے کا بنام پرنسپل صاحب ارسال کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 25- ستمبر 97ء ہے۔ امیدواران کا .B.Ed ہونا لازمی ہے۔

○ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن مردانہ لاہور نے ایم ایڈ میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ .B.Ed کیا ہونا لازمی ہے۔ فارم وغیرہ 50 روپے کے عوض دفتر سے یا 65 روپے کا منی آرڈر ارسال کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 11- اکتوبر 97ء ہے۔ (بحوالہ جنگ 9- ستمبر 97ء)

(نظارت تعلیم)

اعلان دار القضاء

○ (مکرم ظہور الدین احمد صاحب بابت ترکہ مکرمہ نسیم اختر صاحبہ)

مکرم ظہور الدین احمد صاحب آف سعیدہ منزل جمیل آباد A/402 شمس آباد کالونی ملتان نے درخواست دی ہے کہ میری اہلیہ محترمہ نسیم اختر صاحبہ بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ قطعہ نمبر 3/4 محلہ دار الیمن ربوہ رقبہ ایک کنال میں سے ان کا حصہ اڑھائی مرلہ ہے۔ یہ حصہ میرے بیٹے نعیم الدین وسیم احمد کے نام منتقل کر دیا جائے۔ مجھے اور دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مکرم ظہور الدین احمد صاحب (خاوند)
۲۔ مکرم نعیم الدین وسیم احمد صاحب (پسر)
۳۔ مکرمہ امتہ المتین صاحبہ (دختر)
۴۔ مکرمہ امتہ الحفیظ صاحبہ (دختر)
۵۔ مکرمہ دردانہ قمر صاحبہ (دختر)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء- ربوہ)

○ (مکرم نور الٰہی بشیر صاحب بابت ترکہ مکرمہ شریفاں بی بی صاحبہ)

مکرم نور الٰہی بشیر صاحب سکنہ اکبر گیلانی سٹریٹ بہار کالونی عقب یحیٰ کالونی گھوڑے شاہ روڈ لاہور نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ محترمہ شریفاں بی بی صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد دین صاحب ساہی بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ قطعہ نمبر 17/3 دار النصر ربوہ کل رقبہ 1 کنال 235 مربع فٹ میں سے ان کا حصہ 2 مرلہ 31 مربع فٹ ہے۔ یہ حصہ میرے نام منتقل کر دیا جائے۔ کیونکہ میرے علاوہ ان کا کوئی وارث نہ ہے۔

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء- ربوہ)

○ (مکرم مرزا عبدالسمیع صاحب بابت ترکہ مکرم مرزا عبدالمجید صاحب)

مکرم مرزا عبدالسمیع صاحب ساکن مکان نمبر 25 غلام حسین پارک شاد باغ لاہور نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم مرزا عبدالمجید صاحب چغتائی ولد مکرم مرزا مولا بخش صاحب چغتائی ساکن مکان نمبر 24 گلی نمبر 14 مکھن پورہ نزد چاہ میراں لاہور بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ لہٰذا ان کا قطعہ نمبر 2/42 فیکٹری ایریا ربوہ برقبہ ایک کنال میرے نام منتقل کر دیا جائے۔ دیگر ورثا کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۲۔ مکرم مرزا عبدالسمیع صاحب (پسر)
۲۔ مکرم مرزا عبدالحمید صاحب (پسر)
۳۔ مکرم مرزا انیس مجید صاحب (پسر)
۴۔ مکرم مرزا اعجاز مجید صاحب (پسر)
۵۔ مکرمہ امتہ الجمیل صاحبہ (دختر)
۶۔ مکرمہ مسرت جبیں صاحبہ (دختر)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء- ربوہ)

بقیہ صفحہ 4

میرے ہم عصروں یا مجھ سے پہلے آنے والوں کی کسی دستاویز یا بیان میں قطعاً موجود نہیں تھا۔

یہ الزام کہ میرا یہ نوٹ لارڈ لنلتھگو کی تجویز پر تیار کرایا گیا تھا اور یہ نوٹ اس نے اس لئے بھیجا تھا تاکہ پاکستان کے نظریہ کی مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی مقبولیت کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہ الزام میں افسوس سے کہتا ہوں کہ قطعاً جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔ لارڈ لنلتھگو کے لارڈ زٹلینڈ کے نام خط سے یہ بات واضح ہے کہ لارڈ لنلتھگو کا کسی قسم کا دخل میرے نوٹ کی تیاری میں یا اس کے مندرجات میں نہیں تھا۔ اس کی ساری ذمہ داری صرف مجھ پر عائد ہوتی ہے۔

آخر میں میں اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ اس حقیقت کے باوجود کہ میں نے شمال مشرقی اور شمال مغربی فیڈریشنوں کے قیام کی تجویز اپنے نوٹ میں پیش کی تھی۔ اس سے ذرہ بھر بھی قیام پاکستان کے لئے قائداعظم کو دیئے جانے والے کریڈٹ کو نقصان نہیں پہنچتا۔ کیونکہ قائداعظم اکیلے ہی تھے جن پر قیام پاکستان کا سہرا بندھ سکتا ہے۔

(پاکستان ٹائمز لاہور 13 فروری 1982ء صفحہ 4'5)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 16 ستمبر-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 30 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 37 درجے سنٹی گریڈ

○ قائد حزب اختلاف اور سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو' ان کے شوہر آصف علی زرداری اور ان کی والدہ بیگم نصرت بھٹو کے خلاف اپنے دور اقتدار میں کمشنوں اور کک بیکس کی شکل میں بیرونی بینکوں میں کروڑوں ڈالر جمع کرنے کے ٹھوس ثبوت ملنے پر حکومت پاکستان نے سوئٹزر لینڈ کی حکومت سے استدعا کی کہ ان کے سوئٹزر لینڈ کے بینکوں میں تمام اکاونٹس منجمد کر دیئے جائیں سوئٹزر لینڈ کی حکومت نے پاکستانی حکومت کی اس درخواست کو منظور کرتے ہوئے سوئس بینکوں کو اس سلسلے میں ضروری احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ بینک اکاؤنٹس کے علاوہ ان کے نام پر لئے گئے لاکرز اور سیف بھی سیل کر دیئے گئے ہیں۔

○ وزیر اعظم احتساب سیل کے سربراہ سینیٹر سیف الرحمان نے ایک پر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھٹو خاندان کی کرپشن کھلی کتاب کی طرح سامنے آگئی ہے۔ ان کے سوئٹزر لینڈ اور دوسرے ملکوں میں موجود اکاؤنٹس اور جائیداد کے ثبوت مل چکے ہیں اور ان کی بناء پر ان کے خلاف نااہلی کے ریفرنس تیار کئے جا رہے ہیں۔ اب ان کی گرفتاری کا فیصلہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف اور چیف احتساب کمشنر کا کام ہے۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے خود سوئٹزر لینڈ جا کر وہاں کی حکومت کو ٹھوس شواہد' دستاویزات اور 31 ریفرنسوں کے متعلق حقائق پیش کئے جس کے نتیجہ میں سوئس حکومت نے بھٹو خاندان کے تمام افراد کے بینک کاؤنٹ' لاکرز اور سیف سیل کر دیئے ہیں۔ انہوں نے اپنی کارکردگی کے متعلق بتایا کہ احتساب سیل نے صرف سو دن میں اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے حالانکہ بھارت کے بوفرز سیکنڈل جیسے لوٹ مار کے واقعات کو سامنے لانے میں دس سال کا عرصہ لگا۔

○ وفاقی حکومت نے چیف جسٹس کے ججوں کی تعداد میں کمی کے صدارتی نوٹیفکیشن کو معطل کرنے کے فیصلے کے خلاف نظر ثانی کی درخواست دائر کر دی ہے۔ جس میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 176 کے تحت سپریم کورٹ میں ججوں کی تعداد مقرر کرنے کا اختیار پارلیمنٹ کے پاس ہے۔ اور اگر ججوں کی تعیناتی چیف جسٹس کی تجویز کے تحت کی جائے تو پارلیمنٹ کے پاس قانون سازی کا اختیار نہیں رہے گا۔ جو کہ آئین کی روح کے خلاف ہو گا۔

○ انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج سردار مشکور احمد سند ھو نے سیشن کورٹ کے علاقہ میں بم کے دھماکے سے 23۔ افراد کو ہلاک کرنے کے الزام میں محرم علی کو مجموعی طور پر 23 بار سزائے موت کا حکم سنایا ہے۔ جبکہ پستول اور آتش گیر مادہ رکھنے کے دوسرے مقدمہ میں ملزم کو سات سات سال قید کی سزا سنائی۔ اس کے علاوہ عدالت نے ہلاک ہونے والوں کے ورثاء کو پچاس پچاس ہزار روپے معاوضہ ادا کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ یاد رہے کہ 18 جنوری 1997ء کو جب سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی اور مولانا اعظم طارق کو پیشی کے لئے سیشن کورٹ لایا گیا تو ریموٹ کنٹرول کے ذریعہ ایک دھماکہ کیا گیا جس میں مولانا ضیاء الرحمان سمیت کئی افراد ہلاک اور 55۔ افراد زخمی ہو گئے تھے۔

○ اٹارنی جنرل پاکستان چوہدری محمد فاروق نے کہا ہے کہ ہم عدلیہ سے محاذ آرائی نہیں چاہتے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ حکومت نے پہل کرتے ہوئے تنازعہ دور کرنے کے لئے مخلصانہ کوششیں کیں۔ اور اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف اور وزیر تعلیم سید غوث علی اور اٹارنی جنرل پر مشتمل وفد نے جسٹس سجاد علی شاہ سے متعدد ملاقاتیں کیں لیکن چیف جسٹس کے بیان آنے پر مذاکرات کے امکانات معدوم ہو گئے ہیں۔ اس لئے میں سپریم کورٹ میں پیش ہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم عدلیہ سے محاذ آرائی نہیں چاہتے اور عدلیہ کا احترام کرتے رہیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ بھارت میں سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد چوبیس اور امریکہ میں 9 ہے۔

○ پاکستان کے سیکرٹری خارجہ شمشاد احمد نے کہا ہے کہ ہم بھارت کے ساتھ پر امن اور برادرانہ ہمسایہ ممالک والے تعلقات کا قیام چاہتے ہیں لیکن جموں و کشمیر کے مسئلہ پر بھارت سے کسی قسم کے سمجھوتہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ مذاکرات کے تیسرے دور میں ہم بھارت کو اپنے ایجنڈے پر لے آئیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ معاملات حل کرنے کا ہے اسے ورکنگ گروپ کا نام دے دیں یا خارجہ سیکرٹریوں کے مذاکرات کا ہم کشمیر پر نہ کوئی سمجھوتہ کریں گے اور نہ ہی کوئی خفیہ ڈیل ہو گا۔ ہم تعمیری سوچ کے ساتھ جا رہے ہیں۔ توقع ہے بھارت بھی ایسا ہی کرے گا۔

○ پیپلز پارٹی کے ترجمان نے کہا ہے کہ احتساب سیل کے سربراہ سینیٹر سیف الرحمان کے دعوے سراسر جھوٹ اور من گھڑت ہیں جس کے مطابق بھٹو خاندان کے سوئس اکاؤنٹس منجمد کر دیئے گئے ہیں یہ ساری کہانی ان کے بیمار ذہن کی اختراع ہیں۔ ترجمان نے مطالبہ کیا کہ احتساب سیل واضح طور پر بینک اکاونٹ نمبر اور ان میں موجود رقم حتمی طور پر بتائے۔ عجیب بات ہے کہ اکاؤنٹس 8 ستمبر کو منجمد کئے گئے اور انکشاف کے لئے ایک ہفتہ کی مدت ضروری سمجھی گئی۔ ترجمان کے مطابق یہ بے بنیاد کہانی وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے بیرونی اثاثوں سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے کی گئی ہے۔ جن کا ثبوت مٹانے کے لئے وہ امریکہ جا رہے ہیں۔

○ فیصل آباد میں گرفتار ہونے والے لشکر جھنگوی کے سربراہ اور خطرناک دہشت گرد ملک اسحاق کے گروہ کے ارکان کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارے گئے اور ایک اہم رکن کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ملک اسحاق سے پوچھ گچھ اور اس کی موبائل فون سے کالوں سے اہم سراغ ملے ہیں جن کو فی الحال پولیس صیغہ راز میں رکھ رہی ہے۔

○ لشکر جھنگوی کے قائد ریاض بسرا نے کہا ہے کہ ملک اسحاق کی گرفتاری کے بعد اب دھوکے باز حکومت سے کھلا دنگل ہو گا۔

○ پاکستان کے سیکرٹری خارجہ شمشاد احمد نے کہا ہے کہ بھارتی وزیر اعظم گجرال نے وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو ملاقات کی باقاعدہ دعوت دی ہے۔ جو نیو یارک میں دونوں وزرائے اعظم کے درمیان ہو گی۔ انہوں نے بتایا کہ ملاقات کے وقت کا تعین وزیر اعظم نواز شریف کی نیو یارک میں مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جائے گا۔

○ صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ بعض بااثر افراد نے پاکستان کے عجائب گھروں سے بہت سے قیمتی نوادرات چوری کئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ وہ کسی حکومت یا شخص کا نام نہیں لینا چاہتے لیکن چوری والی بات اپنی جگہ پر ایک حقیقت ہے۔ جو کہ بہت افسوسناک ہے۔ انہوں نے عالمی اداروں سے اپیل کی کہ وہ اس سلسلے میں ضروری کارروائی کریں اور نوادرات برآمد کروائیں انہوں نے یہ بات موہنجوڈارو بچاؤ تقریب سے خطاب کے دوران کہی۔

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے ایوان صدر میں او۔ آئی۔ سی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عزیدین لارائی سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ہم بھارت کے ساتھ تعلقات معمول پر لانا چاہتے ہیں لیکن کشمیر کا مسئلہ حل کئے بغیر یہ ممکن نہیں۔ افغانستان کے متعلق انہوں نے کہا کہ پاکستان افغانستان میں ہر قسم کی بیرونی مداخلت کے خلاف ہے۔ اور وہاں قیام امن کے سلسلہ میں اقوام متحدہ اور او۔ آئی۔ سی کی کوششوں کی حمایت کرتا ہے۔

○ پروفیسر ساجد میر کی حکومت نواز پالیسی کی وجہ سے جمیعت اہلحدیث میں ان کی مخالفت بڑھتی جا رہی ہے۔ انہیں امارت سے ہٹا کر مولانا مدنی کے امیر بننے کا امکان ہے۔

○ گوجرانوالہ میں وکیل کو دفتر سے نکلتے ہی گن پوائنٹ پر لوٹ لیا گیا۔

○ گورنر پنجاب نے کہا ہے کہ ثبوت کے بغیر دینی مدرستوں پر پابندی نہیں لگ سکتی۔

○ بھارت نے راجستھان اور گجرات میں بھی میزائل نصب کر دیئے ہیں۔ پاکستان کے تمام شہر بھارتی میزائلوں کی زد میں آگئے ہیں۔ بھارتی وزیر دفاع نے کہا ہے کہ یہ کارروائی کشمیر میں پاکستان کی وسیع پیمانے پر مداخلت کے پیش نظر کی گئی ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ رشوت خور پولیس افسروں کو چوراہے میں الٹا لٹکایا جائے گا۔

هوالشافی
مرض اٹھراء خصوصاً اور دیگر تمام امراض کے علاج کیلئے
طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون 211538

ضرورت ہے

ہمیں اکاؤنٹس اور آڈٹ کے لئے کراچی' کوئٹہ' گوجرانوالہ' سکھر' ساہیوال' بنوں' کوہاٹ' سرگودھا' ملتان' وزیر آباد' گجرات' بہاولپور اور اوکاڑہ میں چند احباب کی ضرورت ہے جو بی کام ہوں۔ تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔
خواہش مند احباب اپنے صدر صاحب حلقہ کی وساطت سے درخواست بھجوائیں۔

چیف اکاؤنٹنٹ
او سی ایس پاکستان پرائیویٹ لمیٹڈ
ورلڈ وائیڈ ہاؤس
C-17 مین کورنگی روڈ۔
ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی فیز II نیشنل ہائی وے کراچی

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
• کیڈمیم کے سامنے تیار شدہ بغیر ٹانکے کے زیورات • زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جاتی • زیورات کی دنیا میں منفرد نام
دوکان : 212837
گھر : 212175
نسیم جیولرز
(اقصیٰ روڈ) ربوہ
پروپرائیٹرز: میاں نسیم احمد طاہر، میاں فرید یوسف